تعریف پر انعام

تحقیق:

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ
مولانا الشاہ احمد رضا خان

مکتبہ اعلیٰ حضرت
لاہور۔ کراچی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل (یعنی نیچے تحریر کردہ) سنے اور سن کر خوش ہو بلکہ تمغاء انعام دے۔ ایسا شخص لائق بیعت ہے یا نہیں؟ خدا رسیدہ ہے یا نفس کا مطیع ہے؟ اہلسنت ہے یا اہل بدعت ہے؟ اشعار یہ ہیں۔

آفتاب چرخ علم وفضل شمس العارفین
قبلہ عالم سراج المتقین شاجہاں

سید السادات مطلوب علی شیر خدا
عاشق محبوب رب العالمین فخر زماں

ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب
قطب عالم غوث اعظم وارث پیغمبراں

کس طرح اہل جہاں پر راز ان کا کھل سکے
رازداں ان کا خدا ہے اور وہ خدا کے رازداں

اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء
ان کی صورت ان کی سیرت ان کی عادت کہاں

کچھ عجب ہیں یہ بھی حسن وعشق کے راز ونیاز
مدح خوان ان کا خدا ہے وہ خدا کے مدح خواں

الجواب

حب ثناء (یعنی اپنی تعریف کی محبت) غالباً (یعنی اکثر) خصلت مذمومہ (یعنی قابل مذمت عادت) ہے اور کم از کم خصلت محمودہ (یعنی قابل تعریف عادت) نہیں اور اس کے عواقب (یعنی نتائج) خطرناک ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔

حب الثناء من الناس یعمی و یصم۔ رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس (رضی اللہ عنہما)

”ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے۔ (اسے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا ہے)۔“

اورا گراپنی جھوٹی تعریف دوست رکھے کہ لوگ ان فضائل سے اس کی ثناء کریں جو اس میں نہیں، جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ۔ " لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ "

ترجمہ کنزالایمان : ''ہرگز گمان نہ کرنا ان کو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کیے پر سراہے جائیں تو زنہار (یعنی خبردار) انہیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ گمان نہ کرنا اور ان کے لیے دردناک مار ہے۔'' (ال عمران۔۱۸۸)

ہاں اگر تعریف واقعی (یعنی سچی) ہو، تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شمس الائمہ و فخر العلماء وتاج العارفین وامثال ذالک (یعنی ان کے ہم مثل القابات) کہ مقصود اپنے عصر یا مصر (یعنی اپنے زمانہ وشہر) کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور اس پر اس لیے خوشی نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ ان لوگوں کی ﴿تعریف﴾[1] ان کو نفع پہنچائے گی، سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے (یعنی ان کو جو بھی نصیحت کی جائے گی، قبول کرنے کی نیت سے سنیں گے) تو یہ حقیقۃً حب مدح (یعنی اپنی تعریف سے محبت) نہیں بلکہ حب نصح مسلمین (یعنی مسلمانوں کے لیے نصیحت کو محبوب رکھنا) ہے اور وہ (یعنی مسلمانوں کے لیے نصیحت کو محبوب رکھنا) محض ایمان ہے (یعنی ایمان کی علامت ہے)۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ (یعنی اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے۔پ۲۔البقرہ ۲۲۰)

طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے۔

سبب حب الرياسة ثلثة ثانيها التوسل به الى تنفيذ الحق واعزاز الدين و اصلاح الخلق (فهذا) ان خلا عن المحذور كالرثاء والتلبيس و ترك الواجب و السنة فجائز بل مستحب قال الله تعالىٰ عن العباد الصالحين " وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ". اه ملتقطا.

(حب ریاست کے اسباب تین ہیں۔ ان میں سے دوسرا یہ ہے کہ اسے حق کو نافذ کرنے، دین کی سربلندی اور اصلاح خلق کا ذریعہ بنایا جائے پس اگر یہ ممنوع اشیاء مثلاً ریاکاری، حقیقت کو چھپانے اور واجب وسنت کو ترک کرنے سے خالی ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا '' اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشواء بنا'') (پ۱۹۔الفرقان ۷۴)

اور جب معاملہ نیت پر ٹھہرا اور دلوں کا مالک اللہ (عزوجل) ہے تو اس شخص کے حالات پر نظر لازم ہے، اگر بے شرع ہے، معاصی میں بے باک ہے یا جاہل بے ادارک (یعنی بے علم) ہے اور شوق پیری میں انہماک ہے تو خود ہی اس کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اس کا ان تعریفوں پر خوش ہونا ضرور قسم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ انہیں عذاب سے دور نہ جانیو، ان کے

---

[1] یہاں لفظ تعریف موجود نہیں تھا، مناسب سمجھ کر اسے قوسین میں لکھ دیا گیا۔

لیے دردناک سزا ہے۔

اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ سنی صحیح العقیدہ، متصل السلسلہ (یعنی متصل سلسلہ بیعت کا حامل)، حق اللہ حق کی طرف دعوت دیتا، منکرات (یعنی برائیوں) سے روکتا باز رکھتا، تو ضرور قابل بیعت ہے اور اب اس کے لیے فعل مذکور کو اسی محل حسن پر محمول کرنا فرض اور اس پر بدگمانی حرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ " یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ "

ترجمہ کنزالایمان : "اے مسلمانوں بہت گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔"

قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث

"گمان سے دور بھاگو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔"

پھر بھی اسے (یعنی مذکورہ پیر کو) چاہیے کہ اظہار تواضع میں کمی نہ کرے، مریدوں کو انعام تمغے دے کر اور زیادہ برانگیختہ نہ کرے (یعنی اپنی تعریف پر مزید نہ ابھارے)، (اور اس طرح) لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ دے۔ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نعت کے قصائد سنے اور ان پر انعام عطا فرمایا اس پر قیاس نہ کرے، خاک کو عالم پاک سے نسبت نہ دے۔ ان کی تعظیم، ان کی محبت، ان کی ثناء، ان کی مدحت سب عین ایمان ہے اور اس کا اظہار و اعلان فرض اہم ہے اور ان کا ذکر عین ذکر الٰہی، ان کی ثناء وین حمد الٰہی۔

امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز (رضی اللہ عنہ) کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ "میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں"۔ فرمایا، "میں نہیں سننا چاہتا۔" عرض کی "نعت شریف میں کچھ عرض کیا ہے" فرمایا، "سناؤ۔" ایسے ائمہ راشدین کا اتباع کرے۔

خصوصاً (یعنی خاص طور پر استعمال کیے گئے) قطب عالم، غوث اعظم جیسے الفاظ کہ غالباً وہ (یعنی پیر مذکور) اپنے وجدان (باطنی نگاہ) سے ان الفاظ کو صادق (یعنی سچا) نہ جان سکے گا۔

نسأل اللہ العفو العافیة والتوفیق لاتباع اقوام طریق

(یعنی ہم اللہ عزوجل سے عفو و درگزر و عافیت اور سیدھے راستے پر چلنے والی اقوام کے راستے کی اتباع کا سوال کرتے ہیں) **واللہ تعالیٰ اعلم**

وضاحت و خلاصہ

مذکورہ مسئلے کے جواب لاجواب سے درج ذیل امور حاصل ہوئے۔

(۱) اپنی تعریف و توصیف سننے کا شوق ایک بری عادت ہے اور اس کا انجام اکثر آخرت کی بربادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) اگر انجام خراب و برا نہ ہو تب بھی اسے اچھی عادت میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) اپنی جھوٹی تعریف کو محبوب رکھنا " صریح حرام قطعی " ہے۔ یعنی یہ ایک ایسا فعل حرام ہے کہ جو نہ صرف بہت واضح ہے بلکہ اس کا حرام ہونا ایسے دلائل سے ثابت ہے کہ ان میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

(۴) اگر کسی صاحب مرتبہ وقابل تعظیم شخص کی منہ پر تعریف کی جائے اور وہ اس سے اس لیے منع نہ کرے کہ سننے والے " اپنی فطری تقاضے کے تحت " اس تعریف وتوصیف کے سبب میری ذات سے متاثر ہوں گے اور یہ متاثر ہونا میری نصیحت غور سے سننے اور اس پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی طرف مائل کرے گا، تو اب اسے حب ثنا نہیں بلکہ " مسلمان بھائیوں کی اصلاح وخیر خواہی سے محبت ولگن " کا نام دیا جائے گا اور یہ ایک " خصلت محمودہ اور کسی کے صاحب ایمان ہونے کی علامت " ہے۔ لیکن مذکورہ صورت میں لازم وضروری ہے کہ ایسا شخص سختی کے ساتھ اپنا محاسبہ جاری رکھے تا کہ شیطان ریاء وغیرہ میں جتلانہ کرواسکے

(۵) بیعت کرنے والا ایسا شخص کہ جس کے منہ پر تعریف کی جائے دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) اعلانیہ گنا کرنے والا، ضروری مسائل شرعیہ سے ناواقف وجاہل اور مسلمانوں کی اصلاح کی نیت سے نہیں بلکہ فقط شوقیہ پیری مریدی سے شغل رکھنے والا ہے۔

(ii) سنی، درست عقیدے رکھنے والا، سلسلہ بیعت متصل رکھنے والا، لوگوں کو حق ونیک اعمال کی دعوت دینے والا اور برائیوں سے منع کرنے والا ہے۔

بصورت اول نا قابل بیعت اور " اپنی جھوٹی تعریف سننے کا شوق رکھنے والے حضرات کے گروہ نامراد " میں داخل ہوگا۔

بصورت ثانی قابل بیعت اور " اپنی جھوٹی تعریف کیے جانے پر خاموشی اختیار کرنے کو حکمت ودانائی تصور کرنا فرض اور اس معاملے میں اس سے بدگمان ہونا حرام قطعی ہے۔"

(٦) اگر اوصاف محمودہ کے حامل پیر کی منہ پر تعریف کی جائے تو اسے درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(i) اظہار تواضع وانکساری میں کمی نہ کرے یعنی اپنے افعال واقوال میں عاجزی کو اختیار کرے۔

(ii) تعریف کرنے والوں کو انعام دینے کی عادت نہ ڈالے ورنہ وہ اس کی تعریف میں مزید ترغیب پائیں گے۔ اور ہوسکتا ہے کہ یوں انعام بانٹتا دیکھ کر دیکھنے اور سننے والے بدگمانی کا شکار ہو جائیں کہ پیر صاحب اپنی تعریف میں زیادتی کے لیے تقسیم فرما رہے ہیں۔

نوٹ

راقم الحروف نے دوسرے نمبر (۲) کے تحت " انعام دینے کی عادت" کی قید اس لیے لگائی کہ تعریف پر کبھی کبھار حسن نیت سے انعام دینے کی صورت میں لوگوں کے بدگمان ہونے کا امکان، غالباً بہت ہی کم ہے۔ نیز یہ ہمارے اسلاف کرام کی سنت بھی

ہے جیسا کہ مولانا ظفر الدین بہاری (علیہ الرحمہ) تحریر فرماتے ہیں کہ۔

" جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ علامہ شیریں زباں واعظ خوش بیاں مولانا مولوی حاجی قاری شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی (علیہ الرحمہ) حرمین طیبین سے واپسی پر حضور (یعنی اعلحضرت قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل منقبت نہایت ہی خوش آوازی سے پڑھ کر سنائی۔

تمھاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفان اے شہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت جام بادہ وحدت
محبّ خاص منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

مزین جس سے ہے تاج فضیلت تاج والوں کو
وہ لعل پر ضیاء تم ہو وہ در بے بہا تم ہو

عرب میں جا کران آنکھوں نے دیکھا جس کی صورت کو
عجم کے واسطے لاریب و قبلہ نما تم ہو

بین سیارہ صفت گردش کناں اہل طریقت یاں
وہ قطب وقت اے سرخیل جمع اولیاء تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہاری شان تقوائی سے
کہوں اتقی نہ کیونکہ کہ خیر الاتقیاء تم ہو

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر

عدو اللہ پر اک حربہ تیغ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیر دغا تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمز قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثمان کا تم ہو

خلوص مرتضی خلق حسن عزم حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسر تم ہو

وفی اموالھم حق ہر ایک سائل کا حق ٹھہرا
نہیں پھرتا کوئی محروم ایسے باسخا تم ہو

علیم خستہ اک ادنیٰ گدا آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

جب مولانا اشعار پڑھ چکے تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ " مولانا میں آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں؟ اگر عمامہ کو پیش کروں تو آپ اس دیار پاک سے تشریف لا رہے ہیں، یہ عمامہ (باعتبار قیمت) آپ کے قدموں کے لائق بھی نہیں البتہ میرے کپڑوں میں سے بیش قیمت ایک جبہ ہے، وہ حاضر کیے دیتا ہوں۔" اور کاشانہ اقدس سے سرخ کاشانی مخمل کا جبہ مبارکہ لا کر عطا فرما دیا جو ڈیڑھ سو روپے سے کسی طرح کم قیمت کا نہ ہوگا۔ مولانا ممدوح نے سروقد (یعنی سیدھے) کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لے لیا، آنکھوں سے لگایا، لبوں سے چوما، سر پر رکھا، سینے سے دیر تک لگائے رہے۔ (حیات اعلحضرت (قدس سرہ العزیز)۔صفحہ ۵۱)

(۷) اپنی تعریف پر انعامات تقسیم کرنے والے شخص کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اپنے اس عمل پر دلیل دیتے ہوئے یوں کہے کہ رحمت عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تو حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کو نعت پڑھنے پر انعام عطا فرمایا کرتے تھے۔ اس کی وجہ واضح طور پر جواب میں بیان کر دی گئی ہے۔

مؤدبانہ گزارش

جب بحیثیت مسلمان ہمارا یقین وایمان ہے کہ قرآن وحدیث کریمہ زندگی کے تمام شعبوں سے ہر طرح کی رہنمائی فراہم کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے سے پہلے حتی الامکان انہی نورانی ذرائع کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ بنائیں اور جب ان کی طرف سے کسی معاملے میں واضح رہنمائی حاصل ہو جائے تو اس پر عمل پیرا ہونے میں بالکل تامل وسستی سے کام نہ لیں۔لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ اس رہنمائی کے حصول کے لیے بھی کسی رہنما کی ضرورت ہے کیونکہ ہزار ہا لوگ قرآن وحدیث میں براہ راست غور وتفکر کی وجہ سے ہلاکت وبربادی کا شکار ہو گئے جیسا کہ موجودہ دور میں عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔اور اس کے لیے امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ الرحمٰن) کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔قرآن وحدیث کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے جس فہم وتدبر کی ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا، جیسا کہ آپ کے شہرۂ آفاق فتاویٰ کی مجموعے ’’ فتاویٰ رضویہ ‘‘ کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہے۔

زیر نظر مسئلے میں بھی اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی تحقیق انیق قرآن وحدیث کی برکتوں سے مالا مال ہے۔یونہی آپ کی تمام تر تعلیمات میں ان ہی برکات کا ظہور نظر آتا ہے۔بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے نفس کی قید سے باہر نکل کر خود کو ان تعلیمات کے مضبوط قلعوں میں مقید کرلیں تاکہ شیطان کو کسی بھی راستے سے دل میں وسوسہ ڈالنے کا موقع نہ مل سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین کے احسانات پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیشہ ان سے حسن عقیدت کا تعلق بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ مسئلے کو مشعل راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین ﷺ